

شری الکاٹھیشوری صاحبہ کی ہے



شرمی الکاٹھیشوری صاحبہ

(روپہ بھوانی)

سنگھیت جیون بہتر

لیکھک، سرود اند کول - پرتی کا شمشیری، صوفی، ڈاک خانہ گورگان کشمیر

مکاشک، شرمی الکاٹھیشوری صاحبہ ٹرسٹ، دہلی، نواک دل، کشمیر

نمبر بارہ صاحبہ منشی جیوری ۵۹۰۰۹

(محمیہ و شریوہا اور کٹھیشوری صاحبہ)

آگاہی

سرود ادھیکار ٹرسٹ کے آدھین مودر کشت ہیں۔

THE CURATOR
R.K.DHAR (ITS)

Ex-Officio GOI DOT MOS(c)

246(B),

Ishwar-Rukhmani(Tulsi) Gopi Kunj

Shalimar Garden Ext-I

(Near Springfield School)

Sahibabad,

Ghazlabad

UP-201005

Ring: +91 9999103402

0120 2649164

0120 3144552

011 22750553

CALL PP: 9811713309

9810507011

(کشمیر مرکزی لائبریری)

ادم الکھ
آرتھی شری الکھیشوری صاحبہ

- (۱) شکھتی سو روپا مکھتی پرداتا امبا جگت کی تم ہو ماما
بھگتی بھاؤ سے جھکودھیا کو دھنی ہے مال دہ پرائی
ادم ہے ہے ہے روپا بھوانی
(۲) گیان کی تم ہو اکھیتی بھت ڈار تیری شرن جو نیا اُسے پار
برج آند میں ات ات چکے جس نے گت پہانی
ادم ہے ہے ہے روپا بھوانی
(۳) "اکھ تہا سے نام اکھیر ہیں صاحب" تیرے کام اکھیر ہیں
تیرے مکھ سے امرت درنا تیری انول دانی
ادم ہے ہے ہے روپا بھوانی
(۴) ڈھوبے اس اندھکار میں ماما کل جگ کے دیوار میں ماما
تیرا ہی پرکاش بودن چھکا کر لے رانی
ادم ہے ہے ہے روپا بھوانی
(۵) دھرم ارتھ کام موکھش دھارا کل تل ہرنی روپ ہے تیارا
جل میں ہے وہ کل ہر جس نہات یہ جانی
ادم ہے ہے ہے روپا بھوانی
(۶) کٹ نوارو ماما سارے نیل سنگن میں چمکیں تارے
ستہم نیشا میں جیشہ کوئی کوئی چنڈا رانی
ادم ہے ہے ہے روپا بھوانی
(۷) پریمی بھگت ہیں تیرے دوا لے شرنی تہاری کروڑ سارے
منو کامنا پوری کرلو دنیا آئی جانی
ادم ہے ہے ہے روپا بھوانی
رجتا، سروانند کول، پریمی کاشمیری

کچھ اپنی اور سے

میں اپنے آپ کو کتنا سو بھاگیہ شالی سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک انول اور
سورن اور شری الکھیشوری صاحبہ کی کچھ سیدو کرنے کا ملا ہے۔ اس
میں میں شری الکھیشوری صاحبہ ٹرسٹ نو اکل دل سرینگر کا اتنت آ بھاری
ہوں جنہوں نے مجھے اس یوگیہ پایا اور شری الکھیشوری صاحبہ کا سنکھیت
جیون پونتر (مختصر سوانح عمری) سنگرہ کرنے کا اتنا بڑا اور ذمہ داری کا بوجھ
میرے چھوٹے کندھوں پر لا دیا سمئے کم تھا اور کام بڑا۔ کچھ پریوارک اور
دوسرے سنگٹوں میں پڑا تھا پھر بھی اپنی اور سے کم سمئے میں ہی دن اور
رات ایک کر کے اپنی شتم کی پہلی یہ پونتر لیتکا آپ پریمی پانکھوں تک پہنچانے
میں سچل ہوا ہوں۔ جلدی میں کوئی کام ہو اُس میں تڑٹی اور فامی رہنے کی
سمجھا دتا ہو سکتی ہے۔ بدی آپ پاٹھک گن اس لیتکا میں ایسا کچھ پائیں گے تو
میں اُس کے لئے لکھا یا چنا نہیں کر دوں گا۔ پرنہ تو وقتی اوشیہ کروں گا کہ کریا کر کے
اپنے سمجھاؤ اور اپنی سمتیاں بھوشیہ میں سنشودھن ارتھ بھیجیں۔ اُس میں
میرا بھی ہمت ہے اور آپ کا بھی۔ ادم الکھ

پرارتھی :-

سروانند کول - پریمی کاشمیری
(صوفی گنگا)

سرینگر، ۱۰ جنوری ۱۹۵۹ء

پیر پچھے

پیائے پریمیو!

کون نہیں جانتا کہ ہماری ماتری بھوئی کشمیر سنسار بھر میں دیوی دیوتاؤں کی کرپڑا سٹھلی رہا ہے اور یوگیوں سنتوں۔ ہماناؤں کی پرسدھ جنم بھوئی کی وجہ سے سنسار بھر میں پرسدھ ہے۔ بڑے بڑے سنت۔ کوی۔ بڑی بڑی سنت کو تیریاں اور تپسی اسی کشمیر دیش کے پوتر ہنڈولے میں پیلے ہیں۔ شری لکھ دید۔ شری پرمانند شری برزہ لاک آدی کا نام تو کس کشمیری ہنڈولے سے ہر دے میں نہیں اور آج سے تقریباً سو سال پہلے ایسی ہی ایک پوتر ہنڈولے کا بھی اسی پوتر دیش میں جنم ہوا ہے جس کا بچپن کا نام روتھ (چاندی) تھا اور بعد میں لکھ ایشوری صاحبہ کے پوتر نام سے سو پرسدھ (مشہور) ہوئیں۔ در خاندان میں جنم لے کر اور پورو خاندان میں بیا ہی گئی روپ بھوانی چشمہ صاحبی۔ منڈی گام۔ لار اور واسک کنڈ ورتان و اسکورہ میں اگور تپسیا کرنے کرتے پرکاش نے بن گئی اور اپنا پوتر پرکاش نے جیون اور گبان امرت میں ڈوبے ہوئے انمول واکھیر سنسار کلیان کے لئے چھوڑ گئی۔ روپ بھوانی امر ہے اگر چہ دیہہ دھاری روپ۔ میں ہمارے سنہمکھ نہیں ہے وہ سنسار کلیان کے لئے کلجک ہیں وچو رہی ہے پھر بھی اس کے چرونوں سے پوتر ہوئے ان استھاپنوں کی در دشا کو آگے پھر نہ بگڑے دینے کے چار سے اور ان کے انمول جیون اور واکھیوں کو گھر گھر پہنچانے اور لوگوں کو جیون سدھار اور کلیان کے لئے شری لکھ ایشوری صاحبہ ٹرسٹ کی استھاپنا آج سے کوئی ۲۵ ورش پور و سادون سنہ ۱۹۹۹ء مکر می میں کی گئی۔ ٹرسٹ کی اور سے سال میں دو بار صاف سفتی اور کنیا گت ماس کے شرادھ دوس پر سرنگ

اور اسکورہ میں ادھک بھاری لگیہ رہا کرتے ہیں۔ ٹرسٹ جو کچھ اس دشا میں کر پایا ہے اور کر رہا ہے آپ پریمیوں کے سامنے ہے اور آتا ہے گا کیوں آپ پریمیوں کی شدھ بھاونا اور سہیوگ کی آمنت آدھیکتا ہے۔ اب شری روپ بھوانی کے پونیہ شرادھ دوس صاحبہ سفتی کے شجھ اور سر پر اس کے شر دھالو بھگتوں کے آگرہ پر یہ پوتر لٹنڈا اس کی سنکھیت۔ جیونی کے روپ میں ٹرسٹ بھینڈ کر رہا ہے اور الک ایشوری صاحبہ کے جیون کے سمبندھ میں جاننے کی پیاس کو شانت کرنے کے اپہرائے سے وقت کی کمی کو درٹ میں رکھتے ہوئے فی الحال پر سنکھیت جیونی پرکاشت کرنے کا ماس ہو رہا ہے مکمل جیونی دستار روپ میں پرکاشت کرنے کی اور بھی ٹرسٹ کا دھیان لگا ہے۔ پرارمیک آدھک ماکری ایکتر کی جا رہی ہے اور شینگر ہی وہ کلید پورن ہونے پر آپ پریمیوں کے سامنے آئے گا۔ ایسی آشا ہے۔ ٹرسٹ اس کھیت میں کہاں تک آپ کی سیوا کرنے کے یوگیہ بنا ہے اس کا بزنس ہم پانھکول پر چھوڑے ہیں۔ پانھک ہم کو آساہت کریں گے۔ ایسی آشا ہے۔ اوم لکھ!

لویدنگ لکھ ایشوری صاحبہ ٹرسٹ
سہیوگی شری لکھ ایشوری صاحبہ ٹرسٹ

شری الک صاحبہ ٹرسٹ پنڈت سروانند کول پری کشمیری کا مارک دھنیہ داد کرتی ہے جنہوں نے شری الک ایشوری صاحبہ کی اس پوتر سنکھیت جیونی کو بہت تھوڑے سے میں اس پست کا کاروپ دینے میں دن رات ایک کر کے ٹرسٹ کی سہایت کی ہے جس کے لئے ٹرسٹ ان کا بھاری ہے۔

سرنگ ۲۰ جنوری ۱۹۹۹ء جنرل سیکرٹری شری الک ایشوری صاحبہ ٹرسٹ

نشری الکھ ایشوری صاحبہ کی جے

سناکھیت جیون پرتر (شخص سو انجھری)

جتم اکاشمیر بھوجی کشمیری براہمنوں پنڈتوں اور روحانی پرشوں کی سو پر سکھ جنم بھوجی ہے۔ کوئل پیسرو آدی بڑے بڑے خاندان آج تک پراچین کال سے مشہور چلے آئے۔ در خاندان بھی انہی بڑے شہور خاندانوں میں سے ایک ہے۔ ان خاندانوں نے نہ صرف نشری جو اہر لال نہرو سے جیسے مہال شانتی دوت تیج بہادر پیسرو جیسے مہال دیکتی ہی پیدا کئے ہیں۔ پرنتو بڑی ادھیا تمک د بھونیاں بھی پیدا کی ہیں۔ آج سے کوئی تین سو سال پہلے مشہور در خاندان میں پنڈت مادھو جو در پیدا ہوئے ہیں جو بڑے گہائی۔ عالم اور ادھیا تمک پریش ہو گزرے ہیں۔ پنڈت مادھو جو در جگت آسمان کے بھگت تھے۔ اپنے نغیہ کرم میں روز پرانہ کال نشری شاریکا دیوی (ماری پریت) کا پر کر مایا کرتے تھے۔ کئی سال تک اس نغیہ کرم کو نبھانے نبھاتے ایک رات نشری جگد مہا نشری شارکا دیوی پنڈت مادھو جو پر پرسن ہوئیں اور دیوی آنگن (نشری چکریشور ماری پریت) میں ایک نشیر پر سوار پرسن مکھ سے پرکٹ ہوئیں اور پنڈت مادھو جو در کے سامنے نشیر کو کھڑا کر کے بولنے لگیں۔ "نچھ نہاری بھگتی نے باندھ لیا ہے اور میں تم کو ساکھشات درشن دیتے چریمبوز ہو گئی ہوں اب کہو تمہاری کامنا کیا ہے؟ کس اپرائے سے تم میرا پر کر کر رہے ہو۔ تم کیا چاہتے ہو۔ میں ابھی وردان یو را کرتی ہوں" پنڈت مادھو جو نے رات کی نشری میں چارول

اور پرکاش دیکھتے ہوئے اور نشری شاریکا دیوی کے نشیر پر ساکھشات روپ میں درشن کر کے اس کے چروں میں سر جھکا یا۔ اس کے رونگٹھے کھڑے ہو گئے اور گد گدوانی میں جگد مہا کی استوتی کرنے لگے۔ جگد مہا نے پھر پوچھا۔ کیا ہے تمہاری منو کا منا۔ کہو۔ میں ابھی پوری کرتی ہوں۔ مادھو جو کو ہر ش ہوا اور جھٹ بول اٹھا۔ میں آپ کو اپنی لڑکی کے روپ میں پالنا چاہتا ہوں" جگد مہا نے مادھو جو کے سر پر ہاتھ پھرتے ہوئے کہا۔ "تھھا استو" جگد مہا انتر دھیا ہو گئیں اور مادھو جو پر سنا کے مارے چھلا نکلیں مارنا ہوا پر کرما کر کے واپس گھر لوٹا۔ مگر اس رہسبہ کو چھپائے ہی رکھا۔ آخر جگد مہا کے انوگرہ کے انوسار جگد مہا کے پکٹے پکٹے مادھو جو کے گھر میں پورے نو مہینے کے بعد دیوی نے جنم لیا۔ پر یوار میں خوشی منائی گئی۔ راتری کا اندھیرا دور ہوتا جا رہا تھا اور پرکاش نے دن چڑھ رہا تھا۔ سورب دیوتانے چارول اور اپنا پرکاش پھیلا یا۔ گھر پر سنا کے مارے پھولے نہیں سماتا تھا پر یوار اور رشتہ دار خوش تھے ہاں کسی کسی نے لڑکی کے جنم پر کچھ شوک بھی پرکٹ کیا کیونکہ اکثر لوگ کم بدھی کے انوسار لڑکی کے جنم کو "برہم بھانسی" سمجھ کر شوک ہی مناتے ہیں کچھ خوشی کی باتیں ہوئیں۔ کچھ غم کی۔ مگر مادھو جو تو رہسبہ جانتے ہی تھے۔ وہ بہت خوش تھے۔ کسے معلوم تھا کہ یہ "نوجات ششو" (نوزائیدہ بچہ) سنا رہیں "الکھ ایشوری صاحبہ" کے پوتر نام سے اپنے در خاندان جس میں وہ جنمی اور کشمیر دیش کا نام چکا نیگی دھنید جگد مہا۔ بچی کا نام "روپ" جس کو کشمیری بھاشا میں "چاندی" کہتے ہیں رکھا گیا "روپ" اصلی معنوں میں "چاندی" تھی جو آگے چل کر "سونہ" اور پھر اصلی "گندن" بن گئی۔

بال اوستھا

”روپ“ بچپن سے ہی بڑی تیج والی اور تیز بُدھی والی تھی۔ ہر کام کو جو چھوٹے چھوٹے بچوں کو اُن دنوں گھروں میں کرنے دیا جاتا تھا وہ کمال لگن۔ سادھواں اور بُدھی منہ سے کرتی تھی۔ پریوار کے لوگ کیا دوسرے بھی اُس کے ہر کام کی پرشہ کر تے تھے ”روپ“ شاید تین چار درش کی ہوگی جب کہ ایک بار اُسے ”تل“ کا ایک تھال صاف کرنے یعنی ”چھنے“ کو دیا گیا۔ اُن اس ”تل“ کے تھال کے بارے میں مشہور ہے کہ مادھو جو در کے مکان کے بالکل مقابل میں دلت تانڈی کے دوسرے کنارے پر ایک مسلمان سنت ملا آخون رکھتے تھے اور مادھو جو روزِ شام کو اُن کے پاس جایا کرتے تھے۔ یہ سنت مادھو جو پر بہت خوش تھے۔ شیوراتری کے دن شام کو مادھو جو جب سنت کے پاس بیٹھتے تھے تو سنت کے ساتھ وہ بھگوت چرچا میں اتنے لگن ہو گئے کہ گھر شیورتری کی پوجا کرنا ہی بھول گئے۔ گھر میں پریوار کے لوگ مادھو جو کا کافی دیر تک انتظار کرتے رہے۔ آخر مادھو جو کو رات کا فی گذرنے کے بعد شیوراتری اور گھر کا خیال آیا تو سنت سے گھر جانے کی اجازت مانگی مسلمان سنت نے مادھو جو سے پوچھا ”کیوں کہا بات ہے۔ جو تم اتنی جلدی جانا چاہتے ہو۔ بیٹھو ابھی کافی وقت ہے“ مادھو جو نے ماتھ جوڑ کر اُتر دیا۔ ”آج شیوراتری ہے گھر میں میری انتظار ہو رہی ہوگی۔ برہمن (گور) آیا ہوگا۔ پوجا کرنی ہے“ سنت پھر بولے ”کس کی پوجا کرتے ہو۔ وہاں کیا رکھتے ہو“ مادھو جو نے جواب دیا کہ ہم مٹی کے گھڑے میں اخروٹ ڈالتے ہیں... وغیرہ۔ وغیرہ۔ اس پر

پرہنت صاحب نے کہا ”اچھا جاؤ۔ مگر ذرا جانے سے پہلے اُس کو ٹھٹھری کا دروازہ کھولو اور دیکھو وہاں کیا ہے“ سنت صاحب کے کمرے کے سامنے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی اور سنت مادھو جو کو کوئی کرشمہ دکھانا چاہتے تھے۔ اسی لئے اتنی پوچھنا چھٹی۔ مادھو جو حسب ارشاد کوٹھڑی میں جب داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ کوٹھڑی پر کاش نہ ہے۔ ہر طرف نور برستے ہیں اور سامنے بھگوان شیو پاروتی جی اور بہت رشی آدی ساکھشات روپ میں براجمان ہیں۔ عین اُسی طرح جس طرح شیوراتری کے دن کشمیری ہندو شیو پریوار آدی کی پوجا کرتے ہیں جس کو کشمیری میں ”ٹک رازہ“ کہتے ہیں مگر یہاں ساکھشات درشن تھے۔ مادھو جو حیرت زدہ ہو گئے۔ بھگوان شیو اور پاروتی جی کے چہروں میں ساشٹانگ ڈنڈوت کر کے اپنے آپ کو بھول گئے۔ کچھ دیر کے بعد سنت جی نے باہر بلایا اور کہا ”کئے درشن بھگوان شیو کے...“ آخر میں سنت جی نے کہا ”اچھا اب گھر جاؤ۔ وہاں بھی تمہاری انتظار ہو رہی ہوگی اب اوپر تل سے جانے میں دیر لگے گی۔ وہ لو میری کھڑاؤں۔ اسی کو پہنو اور دلت تانڈی کے اوپر سے پار کر لو۔ جلدی گھر پہنچو گے۔“ مادھو جو نے ایسا ہی کیا اور دلت تانڈی کے پانی کے اوپر سے ٹھیک ایسا چلتا بنا جیسے کہ آدمی سڑک پر سے چلتا ہے ساتھ ہی سنت جی نے ایک تل بھرا تھال بھی دیا اور کہا ”یہ لو۔ گھر میں تمہاری دیوی (لڑکی روپ) سے صاف کروانا۔ آدی...“ مادھو جو جب گھر پہنچے۔ آدھی رات گذر چکی تھی۔ مگر گھر میں جیسے ابھی پوجا کا ہی وقت تھا۔ خیر مادھو جو نے یہ دوسرا رسیہ بھی کسی کو نہ کہا۔ ”روپ“ دوڑتی دوڑتی آئی اور کہا۔ ”ب۔ آپ نے جو تل پار سے لایا ہے وہ مجھے صاف کرنے کے لئے کیوں

نہیں دیتے۔ پتا بہت حیران ہوا کہ اس تین چار سال کی بچی کو یہ کہاں سے معلوم ہوا یہ کیا آئینہ یہ ہے؟ خیر جھٹ اُسے خیال ہوا کہ اوہ لڑکی تو لڑکی نہیں ہے دیوی کا سوروپ ہے سر و گہ (سب جاننے والی) ہے اور چپکے سے لڑکی کو تل بھرا اٹھال پکڑا دیا۔ ایک روز 'روپ' اپنے گھر کے ایک نوکر کے ساتھ رعنا داری اپنے ننہال جا رہی تھی راستے میں پیرنڈت بادشاہ ریشہ پیر کے ہاں سے جب گذرے تو نوکر شاید ہندو تھا اور وہ پیرنڈت پادشاہ کو پرنام کرنے لگے اتنی دیر 'روپ' اُس کی کھڑاؤں سے کھیلنے لگی تھی۔ بچی تھی۔ پیرنڈت پادشاہ نے جب بچی کو اُس کی کھڑاؤں سے کھیلنے ہوئے دیکھا تو اُسے کرو دھ ہوا اور بچی کو ڈانٹا۔ بچی نے پیرنڈت پادشاہ کی طرف ایک معصومانہ مگر گمان بھری درشتی دوڑا کر کہا۔ 'ریشہ پیر' بیٹے بہ تربراہ اوہ ناجی کیس۔۔۔ یہ شبہ کہہ کر بچی نے نوکر سے واپس گھر جانے کو کہا۔ پیرنڈت پادشاہ حیرت میں ڈوب گئے مگر بچی جا چکی تھی۔

چونکہ اُن دنوں کشمیر میں مغلوں کی حکومت تھی۔ فارسی زبان کا دورِ دورہ تھا لوگ سنسکرت کم جانتے تھے ہاں پنڈت۔ براہمن اور گمانی ہندو سنسکرت بھاشا سے بہت نشتے ہندوؤں میں شاردالیہ میں بھی لکھنے کا رواج تھا دیش کال کے اوسار 'روپ' نے ان بھاشاؤں پر بچپن میں ہی کافی عبور حاصل کیا۔ آؤ کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ گمان۔ دھیان۔ پوہا پاٹھ کی اور بھی ادھک رچی اور لگن بڑھتی گئی اور دھیرے دھیرے دیوی سوروپ 'روپ' گمان بن گئی مگر عام لوگ اس سے اتنے واقف نہ تھے۔ مادھو جو سب کچھ دیکھتے رہے مگر کسی کو نہ کہتے۔ آخر دیوی کی آؤ جو کئی سات سال کی ہو گئی تو ماما پتا کو اس کی شادی کا فکر دیکھ کر ہوا کہ تو

اُن دنوں کشمیر ہندوؤں میں لڑکیوں کو چھوٹی عمر میں ہی شادی کرنے کا رواج عام تھا۔ واپرت جیون | آخر کار جدل سے کچھ اور بھرتی یار محلے میں سپرو خاندان کے ایک لڑکے شری ہیرا نند سپرو کے ساتھ منگنی ہو گئی اُس وقت کے رواج کے مطابق سب کچھ ٹھیک طرح سے انجام لایا گیا۔ لگن مقرر ہوا۔ شادی ہوئی اور 'روپ' اب اپنے پتا کے گھر سے نکل کر اپنے پتی کے گھر پہنچی۔ ہیرا نند کچھ عجیب طبیعت کا آدمی تھا۔ بھگوت چوچا گمان دھیان اور پوہا پاٹھ سے نہ کچھ لگن تھی نہ کچھ رچی اُس کی ماما جی سپنہ بھی کچھ ایسی ہی تھی طبیعت کی ذرا تیز تھی اور گھر میں نوج کے آنے پر ساس کی طبیعت کچھ اور تیز ہو گئی اور 'روپ' کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنے لگی۔ کچھ رعب جمانے لگی۔ کچھ اپنا ساس پنا دکھانے لگی۔ 'روپ' کے آنے سے اس گھر کی درِ دشا دھیرے دھیرے دُور ہونے لگی۔ کچھ ویجھو (विज्ज) اور کچھ پوہی بڑھنے لگی مگر گھر کے دوسرے آدمیوں کو اس کا اصلی نہ بھاس ہی ہوا۔ اور نہ راز ہی معلوم ہوا۔ 'روپ' اپنا گھر کا کام۔ نمزنا۔ شانت سو بھاؤ۔ لگن۔ ساودھانی اور بدھی متا سے کرتی رہتی۔ مگر جیسا کہ ایشور کی یہ بچھا ہی نہ تھی کہ گھرست کے بندھنوں سے 'روپ' جکڑی ہے۔ اُس کا پتی دیو اور ساس صاحبہ 'روپ' کو طرح طرح کے کشٹ دینے لگے اور بات بات پر جھڑکتے بہتے۔ ہر کام میں نکتہ چینی کرتے مگر 'روپ' خاموشی سے اپنا کام کرتی اور سب کچھ بُرا بھلا سہن کرتی جاتی۔ ماتھے پر بل تک نہ لاتی۔ ایک بار 'روپ' کے میکے والوں نے کسی گھریلو آلتو کے اوسر پر سپرو والوں کے گھر پر شاد کے کھیر کا ایک بڑا دیگچ بھجا۔ 'روپ' کی ساس نے مادھو جو در کے گھر سے آئے ہوئے نوکروں کو بھی دھتکارا جھڑکا اور لعن طعن کی کر میرے اتنے رشتہ دار ہیں۔ سمبندھی ہیں۔ محلے والے ہیں۔ میں یہاں اس ایک دیکھنے سے کیا کروں گی۔ میں کیا بانٹوں گی؟ کس

کو بانٹوں گی؟ کیا میں اُن کا کلیجہ بانٹوں گی؟ وغیرہ۔ وغیرہ۔ اس پر روپ نے ساس سے
غیرتا پورک اٹھ جوڑ کر پرارتھنا کی کہ ساس صاحبہ اپنی زبان سے ایسے ایسے
انوحش شبد نکالنے کی کیا آؤشکتا ہے؟ آپ شوق سے دل کھول کر بانٹئے جس جس
کو جتنا جتنا پرشاد بانٹنا ہو۔ بانٹتے جائیئے۔

ساس صاحبہ نے شرارت اور کردہ میں آکر دیگچے میں سے کھیر کا پرشاد بانٹنے
کی جب تیاری کی تو روپ نے ایک اور پرارتھنا کی کہ ساس صاحبہ بانٹتے وقت
دیگچے کا ڈھکنا نہ اٹھائیے۔ ایک ایک کڑی نکالتے جلیئے اور ساتھ ساتھ ڈھکن
سے اس کو ڈھکتے جائیئے اور آپ دیکھیں کہ اس دیگچے میں سے کتنی کھیر نکلتی ہے؟
آخر کار ساس صاحبہ نے محلہ والوں۔ رشتہ داروں اور تمام سمبندھیوں کو اور
ایروں۔ غیروں وغیرہ کو زیادہ زیادہ مقدار میں بانٹا اس کی باہیں بانٹتے
بانٹتے جب تھک گئیں اور کچھ اسچر یہ میں پڑ گئیں کہ آخر اس برتن میں سے
کتنی کھیر نکلی؟ ختم ہونے کا نام بھی نہیں۔ روپ سب کچھ دیکھتی رہ گئی اور
خاموشی سے اپنا کام کرتی گئی۔ آخر کار ساس صاحبہ نے تھک کر خود پرشاد
کھانا شروع کیا۔ دیگچے کا ڈھکن نیچے رہ گیا اور اس کے اندر جھانکا تو دیگچے
خالی پڑا تھا۔ اتنا ہونے پر بھی ساس صاحبہ کا پارہ نہ اُترا تو پھر
کردہ میں آکر روپ سے کہنے لگی۔ اب یہاں پر کون نوکر ہے جو یہ دیگچہ
تہا سے باپ کے گھر پہنچا دیگا۔ اب کس میراج کو بلاؤں گی؟
روپ کو یہ ناگوار گذرا مگر زبان سے ایک شبد بھی نہ نکالا۔ دیگچے کو
وستاندی کے کنا سے مانجھنے کا پہانہ کر کے چلی گئی اور دیگچے کو وستان
ندی کے حوالے کر کے کہا۔ جاؤ۔ مادھو جو در کے گھر پہنچ جانا۔ (داحر (نواک دل)
میں مادھو جو سندھیا کر رہے تھے۔ دیگچہ والی پہنچا۔ انہوں نے اس کو پانی

سے باہر نکال کر دیکھا کہ یہ اُن کا وہی دیگچہ ہے جو کھیر کا پرشاد لے کر سپرد والوں کے
اُن کل بھیجا گیا تھا اٹھا کر گھر لے گیا اور حیرت میں ڈوب گیا۔ جان گیا کہ یہ اُس کی
دیوی سو روپ لڑکی کا ہی چمٹکا رہے۔ روپ کے میکے والے بھی حیران اور ششدر
رہ گئے۔ بات ادھر ادھر پھیل گئی اور لوگ روپ کی پرشنا کرنے لگے۔ ایک روز
ہیرا نند سپرد کے گھر میں کوئی اتسو تھا۔ اپنے گل کے براہمن کے علاوہ اور بھی بہت
سے براہمن (گور) منترت تھے۔ ان کا گل براہمن ادھک پڑھا لکھا تھا نہیں اور انکو
شاستروں آدمی کا گیان بھی کم تھا۔ براہمنوں کی سمجھا میں اس کا بہت ایمان ہوا۔
جتنے کہ یہ براہمن سمجھا میں سے نکل بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ براہمن جب صحن میں پہنچا
'روپ' پانی کا گھڑا لیکر آ رہی تھی۔ جو نہی براہمن کو اشر و بھرے غیبتوں اور دکھی
ہو کر نکلتے ہوئے دیکھا اور پوچھنے پر جب سارا حال معلوم ہوا تو روپ نے
براہمن کو سنا تو نادمے کر اندر سمجھا میں اشنا کر کے پھر سے بیٹھ کر کاریہ میں
بھاگ لینے پر رضا مند کیا۔ سمجھا میں دوبارہ بیٹھ کر اب کی بار اس براہمن کے
رتج۔ بدھی بل اور شاستر ارتھ آدمی کو دیکھ اور سن کر پانی براہمن اسچر یہ چلت ہوئے
اور شرمندہ ہو کر اس براہمن سے اس سے پہلے ہوئے ایمان کی کھایا چتا کرنے
لگے یہ بھی روپ بھوانی کی اپار کر پیا اور دیا کا ہی پر نیام تھا۔

روپ شاکر دیوی ہری پریت روز رات کے اندھیرے میں پرکرا کرنے
جایا کرتی تھی اور رات کے اندھیرے میں واپس لوٹا کرتی تھی کئی سال تک یہ
کسی کو پتہ نہ چلا کہ روپ کیا کرتی ہے حالانکہ اُس کے پتی دیو ہیرا نند کو بھی
جو کہ اس کے ساتھ ہی ایک ہی کمرے میں سوتا تھا اس کا ذرہ بھر بھی پتہ نہ
تھا۔ ایک رات اس کی ساس صاحبہ نے روپ کو شیر پر سوار ہونے گھر سے
نکلنے دیکھا۔ ہیرا نند کی ماں روپ سے بدظن کرنے کے لئے اپنے لڑکے کو طرح

طرح کی بناوٹی بانیں کہتی کر روپ کوئی ڈائن ہے۔ بھوتی ہے۔ روز رات کو نہ معلوم کیوں گھر سے غائب ہو جاتی ہے۔ کہاں جاتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ دوسری رات ہیرا نند رات کے وقت تاک میں رہا۔ کھڑکی سے جھانکا تو کیا دیکھتا ہے کہ باہر پرکاش پھیلا ہے۔ ایک بنیر دروازے پر کھڑا کسی کی انتظار کر رہا ہے اور آنکھ جھپک میں کیا دیکھتا ہے کہ اس کی دھرم پتی روپ بال بکھرے ہوئے تیج دان اور پرسن مکھ سے اس بنیر پر سوار ہو گئی اور ماری پر بت کے راستے چل پڑی۔ ہیرا نند بھی جرات اور ہمت کے ساتھ پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ماری پر بت میں دیوی آنگن سے ہونے ہوئے جب ماری بھگوتی کے نزدیک پہنچے تو ہیرا نند کیا دیکھتا ہے کہ سامنے پانی ہی پانی ہے۔ بہت دور تک پھیلے ہوئے پانی کے ایک سمندر کا بھاس ہیرا نند کو ہوا۔ وہ گھبرا یا۔ اس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ آگے بڑھنے کی ہمت اس میں رہی ہی نہیں۔ ٹانگیں جیسے ٹوٹ گئیں۔ روپ بھوانی بہت آگے بڑھ چکی تھیں ہیرا نند نے روپ بھوانی کو دیکھا جیسے وہ پانی کے اوپر ہی چلتی ہے یہ دیکھ کر وہ اور بھی گھبرا یا اور واپس لوٹنے کی ٹھان لی۔ روپ بھوانی نے دُور سے ہی ہاتھ سے اشارہ کر کے ہیرا نند کو آگے چلنے کو کہا۔ مگر ہیرا نند اس ڈر کے مارے کہ کہیں وہ اس پانی میں ڈوب نہ جائے۔ آگے نہ بڑھا بلکہ واپس باچھ دروازہ کے راستے گھر لوٹ آیا۔ روپ بھوانی حرب معمول گھر پہنچ گئی۔ گھر بیٹھ کر روپ بھوانی نے اپنے پتی دیو سے کہا "پتی دیو! آپ کیوں مفت میں شور مچاتے ہو؟ خاموش رہو کسی سے نہ کہو تنہا رکھ لیاں بھی ہو گا۔ تنہا ہی سب منو کا منائیں سدھ بھی ہوں گی اور تنہا ہی مکتی بھی ہو گی۔ خاموشی سے دیکھنے جاؤ۔ کیا ہوتا ہے؟" مگر بیٹھی ہن ہیرا نند سے رہا نہ گیا اور اپنی ماں سے سارا ماجرا کہہ سنایا یہ کہتے کہتے ہیرا نند مورچھت ہو گئے۔ اس کے بعد روپ بھوانی نے اس گھر کو کوئی ساڑھے بارہ ورش

کی آبی میں تیاگ دیا اور کہیں پتہ نہ چلا کر وہ کہاں گئی؟
اگور تپسیا | شری گھر سے دُور جنگلوں میں روپ بھوانی نے اپنی تپسیا کے لئے چٹمہ ٹھہرا ہی (موجودہ) کے ذرا نیچے چٹمہ صاحبی کی پوتر اور دلکش دھرتی کو موزوں پایا اور اسی پوتر ستھان میں ساڑھے بارہ سال اگور تپسیا کی۔ چٹمہ صاحبی کا نام شری روپ بھوانی (الکھیشوری صاحبہ) کے پوتر نام پر ہی برسدھ ہوا ہے چٹمہ صاحبی میں بدھارنے اور پھر کئی ورش تک نو اس کرنے کا کسی بھی نگر و اسی کو پتہ نہ لگا۔ آخر روپ بھوانی چھپکر کیسے رہ سکتی تھیں۔ سوریہ اُن سے پر سور یہ دیوتا کیسے لوگوں سے دُور رہ سکتا ہے گلاب کے پھول کی سنگدھی کیسے چاروں اور پھیلنے سے رہ جاتی ہے؟ روپ بھوانی کا تیج تیاگ اور تپسیا کا چرچا اب نہ نزدیک اور دُور ہونے لگا۔ دھیرے دھیرے روپ بھوانی کے درشنوں کے لئے درشن ابعلاشی بڑی سنگھیا میں آنے لگے اور چٹمہ صاحبی میں مانو تیرتھ یا ترا کا آرمب ہونے لگا۔ روپ بھوانی تو اس سنا کر جھنجھٹ سے ابھی دُور ہی رہنا چاہتی تھی شہر کیا اپنے گھر کو تیاگ بھی دیا تھا اسی لئے گھر یہاں پر اور بھی زیادہ دنیاوی شور وغل دیکھ کر یہاں سے بھی کہیں اور جانے کا شپے کیا اور آخر کار یہاں ساڑھے بارہ سال اگور تپسیا کرنے کے بعد چٹمہ صاحبی کی درتھی کو اپنے پوتر چرنوں سے شدھ اور رشتی دنیا تک مشہور بنا کر یہاں سے بھی نکل پڑی۔ اگلے دن سے درشن ابعلاشی روپ بھوانی کو داں نہ پا کر دکھی ہوئے ولاپ کرنے لگے اس پاس کی بستیوں میں ڈھونڈنے لگے مگر روپ بھوانی کا یہاں بھی کہیں پتہ نہ چلا۔ وہ درشن ابعلاشیوں کے لئے کیوں ایک پوتر کنڈ "چٹمہ صاحبی" چھوڑ گئیں تھیں۔

وولشن (منیگام) میں | چٹمہ صاحبی سے نکل کر روپ بھوانی منیگام سے

اوپر ویش نام کے جنگل میں نو اس کرنے لگی۔ ایک چھوٹی سی گھٹیا میں تپسیا میں
گن ہو گئی۔ باہری سنار کا دھیان بالکل چھوڑ دیا۔ سا کوک بھوک میں دودھ تو پہلا
درجہ رکھتا ہے جنگل میں دودھ کہاں ملے گاؤں والوں سے دور رہ کر سناری
جھنجھٹوں میں نہ پڑ کر دودھ کے لئے کس کو کہے؟ کیا آؤشیکتا۔ وہ تو ساکھشات دیوی
تھی جو چاہے سو کر سکتی تھی جس چیز کی من میں اچھیا ہو۔ سنکلیپ ہو۔ وہ چیز حاضر
اس کے دربار میں کس چیز کی کمی خیر منیگام کا ایک گوالا (کا دیو پرانے والا) اپنے
گاؤں کی گائیں پرانے کے لئے روز سویرے نکل پڑتا اور دوشن کے ارد گرد
اُدھر جنگلوں میں دن بھر گائیں چرا کر شام کو واپس گاؤں لوٹتا مگر اس کے ریوڑ
میں ایک سندرسوشل سو بھاؤ والی اور ددھار کا دیو روز دن کے ایک خاص
وقت میں کہیں غائب ہو جاتی۔ گوالا ڈھونڈتا۔ پر کہیں ملتی۔ مگر آشوریہ کی بات
کہ روز وہ وقت پر گھر لوٹنے سے پہلے پھر ریوڑ میں گھاس چرتی دکھائی دیتی
کئی سال تک گوالا پریشان رہا نہ گاؤں میں کسی کو کہہ سکتا تھا نہ کا دیو کے
مالکوں کو ہی نہ اسے یہ خیال ہی آتا تھا کہ دن بھر تاک میں رہ کر اس کا دھیان
رکھے کہ آخر وہ جاتی کہاں ہے۔ ایک روز جیسی کہ دیوی کی اچھیا ہی تھی کہ وہ
اس گوالے کو درشن سے اور اس کی پریشانی اور دکھ دور ہو۔ گوالے کو جھٹ
دماغ میں بجلی کی طرح خیال دوڑا اور پھر سمجئے بھی ان پہنچا تھا وہ سویرے
سے ہی اس بھاگوان کا دیو کی تاک میں رہا اور جب اپنے موقع پر کا دیو
ریوڑ میں سے گھاس چر کر ایک طرف جانے لگی تو گوالا اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا
جنگل میں بہت دور جس طرف ٹالا اپنے ریوڑ کو کبھی بھی نہ لایا تھا جا کر دور
سے ہی ایک گھٹیا دیکھی۔ خود کہیں آڑ میں پھپھ گیا۔ کا دیو گھٹیا کے بالکل
سامنے رگ گئی۔ سندرتیج دان اور سادھو کے روپ میں ایک استری کو ایک

لوٹا ہاتھ میں لئے کا دیو کے نزدیک آتے دیکھا۔ تیج دان استری نے لوٹا اس کے تھنوں
کے نیچے دھربا۔ کا دیو کے چاروں تھنوں سے امرت دھارا نکل رہی تھیں۔ مانو یہ
چار دھارا میں دھرم۔ ارتھ کام اور موکش کی تھیں۔ لوٹا بھر گیا۔ دیوی سوروب روپ
ہوئی نے امرت بھرا لوٹا اٹھایا اور گھٹیا کے اندر چلی گئی۔ گوالا آڑ میں چھپا سب
کچھ دیکھ رہا تھا وہ بہت حیران تھا اس کی حیرانی کی حد نہ رہی اس کی آنکھیں کچھ
چند مہیا گئیں آنکھوں کو بار بار ملتے جاتا کہ آخر میں کیا پتہ کار دیکھ رہا ہوں کا دیو
اپنا "نیتہ کرم" سمپت کرنے کے بعد واپس لوٹی۔ گوالا من میں دیوی کو پر نام کر کے
کا دیو کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ راستے میں انیک پرکار کے چاروں نے بیچے گوالے
کے من میں طوفان پیدا کر لیا وہ سوچنے لگا "کس سے کہوں۔ کیا کہوں اور کیا کر دوں؟"
اسی ادھیڑ بن میں شام کو ریوڑ کو ساتھ لیکر حسب معمول گاؤں لوٹا۔ یہاں پر اس نے
ایسا ارادہ کر لیا کہ یہ "ریوڑ" گاؤں کے منبردار کو پہنچانی ضروری ہے اور موقع
منبرگام کے منبردار پر بات الال چند کو ایکانت میں کہہ سنایا۔ اس سمجئے کی پر تھا کہ
انوسا کسی بھی پرکار کی کوئی ایسی گھٹیا ہوتی۔ اس کی ریوڑ منبردار کو پہنچانی ضروری
ہوتی تھی اور پندت لال چند چونکہ دھرماتما تھا اور سادھو سنتوں کی سیوا کرنا
اپنے جیون کا دھیمہ بنالیا تھا اس نے گوالے سے جب یہ ماجرا سن لیا تو وہ سمجھ
گیا کہ گھٹیا میں دیوی سوروب کوئی تپسوانی ہے کسی طرح سے اس کو اپنے گھر
لانا چاہئے۔ دوسرے روز گوالے کو ساتھ لیکر اس پوٹر گھٹیا میں پہنچ گیا دیوی
کے درشن کے۔ ساشٹانگ پر نام کیا۔ اپنے آپ کو سو بھاگیا۔ شالی سمجھا۔ اپنے
پاپوں کا ناش ہونے لگا۔ بکھا رہا جیون سچل ہونے لگا بھو گیا۔ دیوی کے
پرنوں میں زار زار رونے لگا اور پرارتھنا کی "دیوی جی مجھ پر انوکھ ہوا ہے۔
مجھ پر آپ کی بڑی اپار کرپا ہوئی ہے۔ میں بہت بھاگوان ہوں جو آپ کے درشن

کئے اب ایک پرار تھنہ سے مجھ پر اور کر پا کیجئے۔ دیا کیجئے۔ میرے گھر بدھا رہے ہیں آپ کی سیوا کرنا چاہتا ہوں آپ کا بھگت ہوں دیوی جی نے گاؤں میں نہ جانے کی اچھیا پرگٹ کی۔ پر تو لال چند اپنی جند پر ڈٹا رہا۔ چرنوں میں آنسو بہاتا رہا اور دیوی جی کو اپنے گھر لے جانے کے بنا اور کوئی بات بھی نہ کرتا تھا دیوی جی لال چند کی اس اوٹ شردھا اور بھگتی سے بہت پر سن ہوئیں۔ لال چند کے گھر جانے کے لئے اب اُسے دو شتا دکھائی پڑی مگر لال چند سے وہ کچھ پر یکشتا بھی لینا چاہتی تھی۔ دیوی جی نے کہا "اچھا لال چند میری کچھ باتیں ہیں یہی تم ان کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو۔ میں پھر تمہارے گھر آؤں گی۔ کہو سو بیکار ہے کیوں؟ لال چند نے اُس کے چرنوں میں سر جھکا کر اتھ جوڑنے ہوئے آؤں دیا "دیوی جی میں تو اپنا شریر اور اپنی آتما ہی جب آپ کے ارپن کر چکا ہوں اور اور رہتا ہی کیا ہے۔ میں آپ کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔ جو آگیا ہو اُس کی پالنا میں بتا کسی بھوک اور بچا ہٹ کے کروں گا۔ آگیا کیجئے۔ دیوی جی نے کہا "میں تمہارے گھر آؤں گی۔ میرے آنے سے تم کو انیک کشت اٹھانے ہوں گے طرح طرح کی مہینتیں جھیلنی ہوں گی۔ کہو تیار ہو اس کے لئے اور تمہارے گھر میں میں چنانچہ بیٹھوں گی اُس مکان سے نہیں نکلوں گی سو بیکار ہے۔ کہو۔ لال چند چاہتا تھا کہ کسی طرح سے دیوی جی اُس کے گھر پر اپن کرے۔ جھٹ جھٹ جھٹ جھٹ کر آؤں دیا۔ "سب کچھ سو بیکار ہے"

نایا وی سنسار میں | روپ بھوانی | لال چند کے گھر گئی دن دن چڑھتا گیا۔ لال چند انیک پرکار کے کشتوں میں جکڑتا گیا نردھنتا۔ بیماری اور طرح طرح کے کشتوں کے بعد علاقے بھر میں اُن کا کال پڑ گیا لال چند کیا سارے لوگ بھوکوں مرنے لگے روپ بھوانی "سب کچھ جانتی تھیں۔

لال چند خاموش تھا زبان سے اُت تک نہ کرتا تھا۔ کرتا بھی کیا۔ دیوی جی سے تو اس سب کچھ کے لئے پر ن کر کے آیا تھا ادھر سے اب دیوی جی کو لال چند کی در دشا کا انت کرتا تھا۔ پر یوارک۔ سنسارک اور مانسک اُدھا کرنا چاہتی تھی اور لال چند کو ست مارگ لانا چاہتی تھی ایک روز لال چند "روپ بھوانی" کے چرنوں میں اُداس بیٹھا کچھ دھار مگن تھا۔ روپ بھوانی نے اُچٹ سمئے جان کر لال چند سے کہا کہ "اٹھو کہیں سے دو چار ترک دھان کسی طرح سے پراپت کرو۔ اب سمئے آگیا ہے اٹھو اُلس اور کا ترتا تباگو جاؤ لال چند جو "آگیا" کہہ کر دھان کی تلاش میں ادھر ادھر پھٹکتا رہا چونکہ وہ نمبر دار تھا گاؤں کا مکھیا ہونے کے علاوہ علاقہ بھر کا بار سوخ آدمی تھا ادھر ادھر سے کسی طرح دو چار ترک دھان جمع کر کے لاکر دیوی جی کے سامنے رکھا۔ "روپ بھوانی" نے ایک مٹی کے بڑے برتن (مٹ) کی طرف اشارہ کر کے کہا "جاؤ اُس میں ڈھک کر رکھو اُسی میں سے پر یوارک کے لئے اُن نکالتے جاؤ اور کسی کسی کو اور بھی دینا ہو دیتے جاؤ مگر کسی کو نہ کہنا" لال چند خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ پر یوار خوشی خوشی اپنی بیوی کا نبھاتا رہا علاقہ بھر کے بہت سے پیڑت لوگ بھی لال چند کے گھر سے دھان لیتے رہے مختصر یہ کہ اس برتن میں سے دھان نکالتے جانے پر بھی یہ مٹ پر یوارن رہتی "لال چند کو ہر ش بھی ہوا اور روپ بھوانی "کا یہ چمتکار دیکھ کر آشچریہ چکرت بھی ہوا۔ رہسید کسی کو نہ کہا اُس پاس کے لوگ لال چند کے گھر کی دشا ٹھیک ہوتے دیکھ کر اور اس کے گھر اس کال کے سمئے لوگوں کو اُن ملتے دیکھ کر حیران ہوئے اور طرح طرح کی چرمیگوئیاں ہونے لگیں کہنے لگے "لال چند کے گھر کوئی ساکشتات دیوی بیٹھی ہے اب اس کے گھر دیوی جی کے درشنوں کو لوگ جوق در جوق آنے لگے ایک روز روپ بھوانی نے کچھ ایسی گھٹنا دیکھ کر لال چند کے گھر سے بکھنے کی ٹھان لی۔ مگر خود نکلتی کیسے وہ تو اس گھر میں آتی بار ہی لال چند سے کہہ گئی تھی۔

کر میں اس گھر سے نہیں نکلوں گی اس کے لئے کچھ اور ہی راستہ بنانا تھا ایک روز لال چند اور دوسرے گاؤں کے لوگ باہر سے کیا دیکھتے ہیں کہ لال چند کا وہ مکان جس میں روپ بھوانی براجمان تھی جل رہا ہے وہ جھپٹنے چلانے لگے اے اب کیا ہوگا گھر کا سامان باہر نکالنے لگے لال چند کو دیوی سوروپ روپ بھوانی کی چندتا لگی رہی کہ وہ باہر کیسے نکلے گی وہ توجہ نہ دے گی۔ اس وقت لال چند بھول گیا۔ کہ دیوی سوروپ روپ بھوانی کو یہ آگ کیا جلا سکیگی وہ تو پدم پترم ایوہ ہسائے جل میں کل کے سما ہے جل میں رہتے ہوئے جل اُسے چھو نہیں رہا ہے سنار میں شریر دھارن کرتے ہوئے سنار سے آگ ہے آگ میں رہتے ہوئے آگ اُسے کیا بگاڑ سکتی ہے لال چند کسی طرح سے جلتے مکان کے اندر گھس گیا اور روپ بھوانی سے جلتے مکان سے باہر نکلنے کی پراہٹنا کی بڑی شکل سے دیوی جی مان گئی اور مکان سے باہر نکلنے لگی۔ ہی جب مکان کی طرف درشتی دوڑائی تو کیا ہوا کہ مکان میں آگ لگی ہے اور نہ کچھ آگ غائب لوگ حیران اور ششدر رہ گئے۔ روپ بھوانی نے پھر ایک سی گلیا میں شاہ کول (دیر کا سندھ کا ایک نالہ) جو منیگام کے نزدیک سے بہتا ہے کے کنارے نو اس کرنا آرمبھ کیا۔ مکان جلتے اور پھر آگ غائب ہونے کے چمکار سے گاؤں والوں میں روپ بھوانی کے پرتی اٹھ کر خردھا بھکتی بھاؤ اور میوا بھاؤ اٹھ پڑا۔ لوگ اس کے شیشیہ اور سیوک بٹنے لگے۔

ایک روز روپ بھوانی شاہ کول کے کنارے بیٹھی تھی اچانک اس ندی میں ایک ادھ جلی چنار کی ٹکڑی بہتی ہوئی اس کے سامنے سے گزری دیوی جی نے ٹکڑی کو باہر نکال لیا اور اپنی گلیا کے صحن میں اس کو گاڑ دیا۔ تین دنوں میں ہی یہاں ایک چھایا دار بڑا چنار کھڑا ہو گیا وہ پونہ تھوڑے سے لگا ہوا پونہ چنار اس وقت روپ بھوانی کے بھگتوں سیوکوں اور برہمنوں کے لئے آکرش کا پرتیک بنا ہے۔

مسلمان صوفی سے بھینٹ | روپ بھوانی منیگام سے روز آکر کھپور (ایک

قسم کے گھاس کی ایک خاص گول چٹائی پر بیٹھ کر شاہ کول میں سے دس کورہ جاتی اور واپس آتی۔ دوسرے دن میں اُن ہی دنوں ایک خداداد دست اور ناری زبان کے صوفی مسلمان شاہ صادق قلندر ہمارے گزرتے تھے اُس کے چیلوں نے ایک ہندو سنت عورت کو روز کھپور و پر سوار شاہ کول میں سے گزرتے دیکھا تو شاہ صادق قلندر سے کہا کہ ایسی بات ہے شاہ صادق قلندر نے چیلوں سے کہا۔ یہ کوئی جادو گرئی ہوگی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پانی کے اوپر جمولی چٹائی پر بیٹھ کر وہ عورت کس طرح سے آتی جاتی ہے؟ ایک روز شاہ صادق قلندر شاہ کول کے کنارے بیٹھا اور جب روپ بھوانی کھپور و پر سوار شاہ کول میں سے گزری تو شاہ صادق قلندر نے ایک پُر نور اور روحانیت میں ڈوبی ہوئی ایک عورت کو دیکھ کر حیرت سے پوچھا کیا تو؟ (کیا نام ہے؟) روپ نے اُتر دیا۔ روپ (چاندی) شاہ صادق قلندر نے پھر سوال کیا پوکر تر سون کر تھ (یہاں آؤ سونا بناؤں گا) روپ بھوانی نے سننے ہوئے جواب دیا پوکر تر مکت کر تھ تم بھی یہاں آؤ میں تمہیں موتی بناؤں گی۔ یہاں پر مکت شبد کے دو ارتھ نکلتے ہیں موتی اور مکتی سنارک بندھنوں سے آزادی روپ بھوانی کا یہ جواب سن کر شاہ صادق قلندر کو اس کی روحانی گہرائی اور آتم گیان کا پریچھے ہوا۔ آخر اُس نے روپ بھوانی سے ایک اور سوال کیا۔ یہ کیا رنگ (یہ کیا رنگ ہے؟ اس کے بھی بہت سے ارتھ نکلتے ہیں تمہارے پٹروں کا یہ کیسا رنگ ہے یا تم نے یہ کون سا راستہ اختیار کیا ہے؟ یا تمہارا یہ دیوار کس قسم کا ہے؟ وغیرہ وغیرہ) روپ بھوانی نے جھٹ اُتر دیا۔ زاگ سورٹھ مہ زیٹھ (ناگ میں رہو۔ اُسی کو پکڑو اور آگے لے نہ ہو جاؤ۔ اس کے بھی کئی ارتھ نکلتے ہیں۔ یعنی اُسی برہمنوں کی تاک میں رہو۔ اُسی کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور مفت کے بھٹ مباحثوں اور غشول باتوں میں نہ پڑو۔۔۔ آدی۔ ویسے زاگ سورٹھ مہ زیٹھ کے ارتھ "گیروا" رنگ بنتا ہے) شاہ صادق قلندر روپ بھوانی کے یہ گیان کے شبد سن کر اُس کے روحانی کمال کا قائل ہو گیا اور آخر میں اپنی گفتگو کو آگے نہ بڑھا کر اُس دیوی سے کہا "کچھ ایسا

روحانی کمال بھی دکھائیں۔ روپ بھوانی نے شاہ صاحب سے کہا۔ اچھا جب تمہاری یہی اچھا ہے تو انکھیں بند کرو۔ دیکھو۔ شاہ صاحب نے کیا دیکھا کہ حضرت پیر دستگیر صاحب ایک سجے سجائے بارون اور خوبصورت سفید گھوڑے پر سوار ہیں اور شاہ صاحب اس گھوڑے کے آگے آگے دوڑ رہے ہیں اور دوسری طرف روپ بھوانی کو ایک پرندہ (سجی سجائی گشتی) میں بھگوان خود اور پاروتی جی کے درمیان براجمان دیکھا۔ پرندہ کیا تھا۔ پرکاش پورنج تھا۔ جس پرندے کے کھینے والے پارنج ہما بھوت تھے اس کے بعد روپ بھوانی نے شاہ صادق قلندر سے کہا۔ کھولو اب اپنی آنکھیں بتاؤ کیا دیکھا؟ کس کس کے درشن کئے۔۔۔ شاہ صاحب نے پرندے کے ساگر میں دو بیٹے ہوئے اور پرشنا بھرے بندوں میں روپ بھوانی کی مہانتا۔ اور صاحب کمال شخصیت (دکھتیتو) کے گیت گانے لگا اور دیوی سے سمجھو دھت ہو کر تم واقعی انکھ ہو۔ مندری منشوں کے لئے انکھ ہو۔ دنیاوی انسان تم کو دیکھ نہیں سکتے۔ سمجھ نہیں سکتے۔ تم واقعی صاحب کمال ہو۔ تم خود صاحب ہو۔ اب میری ایک بات ملاحظہ فرمائیے۔ سوکار نہ کیا۔ مال وعدہ کیا کہ یہاں سے آتی جاتی بار یہاں آپ کے پاس بھی ٹھہر کر وں گی۔ دھیرے دھیرے دو دن لار شاہ صاحب اور انکھ صاحب کے شاستر ارتھ۔ روحانی بحث و مباحثہ اور بھگوت چرچا کا کیندر بن گیا اور کچھ سمئے کے لئے وہاں ایک آشرم بن گیا۔ شاہ صادق قلندر کے چیلے بھی انکھ صاحب کے گرد ویدہ ہو گئے۔ انکھ صاحب منیگام میں ساٹھ بے بارہ ورش نو اس کرنے کے بعد وہاں سے کسی دوسری جگہ جانے کی دھن میں رہی۔

اندھے نیستروں میں پرکاش | جیسا کہ اوپر درن کیا جا چکا ہے۔ انکھ صاحب منیگام سے روزانہ داسک کنڈ ورتمان واسکورہ جایا کرتی

تھی مگر ستھائی روپ میں وہاں ٹھہری نہیں۔ آخر اس نے ساٹھ بے بارہ ورش کے بعد منیگام سے نکل کر واسکورہ میں ہی نو اس کرنا آرمبھ کیا۔ واسکورہ میں بھی انکھ صاحب کے بہت سے بھگت سیوک اور ششیر بن گئے جن میں مسلمان اور ہندو دونوں شامل تھے۔ جاتی بھید بھاؤ نام کی

کوئی دستور انکھ صاحب کے سامنے تھی ہی نہیں۔ سم درشتا انکھ صاحب ہندو مسلمانوں کو ایک درشتی سے دیکھتی تھی۔ اسی دوران ملک خاندان کی ایک بوٹھی مسلمان عورت اپنا جنم سے اندھا پسترا تھ لیکن روزانہ انکھ صاحب کے پاس آکر آتسو بہاتی اور پرارتھنا کرتی کہ یہ میرا اکھوتا بیٹا ہے اور یہ بھی جنم سے اندھا ہے۔ مجھ پر کر پائیجئے۔ اس کے نیستروں میں پرکاش لائیتے انکھ صاحب بوٹھی مائی کی عاجزی اور دے پرنے سے بہت پر بھادت ہوئی اور کہنے لگی کہ یہاں ایک کنواں کھودو۔ جو نہی اس میں سے پانی نکلتا آرمبھ ہوگا۔ تہا بے لڑکے کے نیستروں میں بھی پرکاش آنا آرمبھ ہوگا۔ جب کنواں میں سے اچھی طرح سے پانی نکلیگا۔ اس وقت اس کے نیستریں اچھی طرح پرکاش نے بن جائیں گے اور آخر کار ہو بھی ایسا ہی مسلمان اندھے کے نیستروں میں پرکاش آگیا۔ اس پر کار سے واسکورہ میں کھودا گیا۔ وہ کنواں اس وقت امرت کنڈ کے پوتر نام سے پر بھد ہے۔ جہاں پر پرتی ورش انکھ صاحب کے کنیاگت ماس کے شرادھ دوس پر بڑا تہوار منایا جاتا ہے اور اسی امرت کنڈ کے پوتر محل سے اشران وغیرہ کر کے اپنے آپ کو پون کے بھاگی بناتے ہیں۔ سرورہ دھرم منوئے کی ایک جیتی جاگتی مثال یہاں سے ملتی ہے کہ اب بھی واسکورہ میں اس امرت کنڈ کی دیکھ دیکھ وہاں کے شرادھاؤ مسلمان ہی کرتے ہیں اور شرادھ دوس پر یہاں کے مسلمان بھائی ہی اس امرت کنڈ سے پانی کھینچ کھینچ کر اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ اپنے آپ کو دھنیہ سمجھتے ہیں۔ دھنیہ انکھ صاحب تمہاری سم درشتا اے کاش! ہمارے نیستروں میں بھی گیان کا پرکاش آجائے اور ہم میں بھی انکھ صاحب کی جیسی سم درشتا ہو۔ انکھ صاحب تم سچو یثوری ہو۔

”انکھ ایشوری صاحب کے بھتیجے بال بندت در اپٹھت تھے۔ انکھ ایشوری صاحب کے واسکورہ میں نو اس کی خبر چاروں ادب پیل گئی اور اندھے کے نیستروں میں پرکاش آنے کے چتکار کی شہم سوچنا بھی سرنگرادی ستھانوں میں پہنچ گئی۔ پتا کے گھر سے بھی انکھ ایشوری صاحب کے دو بھائی صاحبان بندت لال آجی در پر بھا کر بندت در اور بھتیجا بھی واسکورہ گئے وہاں

پھر اس کے درشن کرنے کے لئے پڑت لال ہی درسنے لگے۔ انکھہ ایشوری صاحبہ نے پاس بالی پندت در کو ان کی سیوا کے لئے چھوڑا۔ کچھ سمنے کے بعد لال ہی درسنے لگا۔ بارہ انکھہ ایشوری صاحبہ سے بال پندت در کے اچھٹ ہونے پر اور بریکاری کے دن وقیت کرنے پر شوک پر کھڑا کیا۔ انکھہ صاحبہ سے ونسی کی کہ "اسے اس کا کی ہو گا کچھ ادا پائے ڈھونڈیں۔" انکھہ ایشوری صاحبہ نے کہا۔ "کیوں کیا بات ہے بال جی تو کھانا پڑھنا اچھی طرح سے جانتا ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں۔ دیکھئے وہ کیسے لکھ سکتا ہے۔ یہ کہہ کر انکھہ صاحبہ نے انار کے بیڑ کی ایک چھوٹی سی شاخ سے قلم بنا کر ابل چھو بکڑا دیا اور کہا لکھو۔ دلی کے مغل سرکار کو نوکری کے لئے ایک درخواست تو لکھو۔" اسنے شبہ سننے ہی بالی پندت در نے پوتر قلم گھسن کر کے ایک اچھی درخواست فارسی میں لکھی۔ دیکھنے والے اور پڑھنے والے حیران ہوئے۔ اور ایک دوسرے سے اس چمنکار کے مہندہ میں کا اپنے جوئی کو سننے میں ہن میں دیو کی کو برنام کرنے لگے۔ بس گھنٹے کے بعد بالی درخواست دہلی روانہ کی گئی اور تھوڑی ہی وقت گزرنے پر وہاں سے بالی پندت در کو مستقل نوکری میں ایک اچھے ذمہ دار پد پر مقرر ہونے کا حکم نامہ ملا اور وہ دہلی چلا گیا۔ کچھ سمنے کے بعد دلی بال پندت در انکھہ ایشوری صاحبہ کو فارسی میں ایک پتر لکھا جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھ کر بھیجا۔ "دیدہ ام خود من بسے زندان ہند۔ لیکام کم تر از سربلان تو اند۔" یعنی میں نے ہند کے زندوں کو دیکھا لیکن ان کو تنہا ہے سریدل درجن میں سے بال پندت در بھی ایک تھا۔ بسے کم تر ہی پایا۔ اس پر انکھہ صاحبہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ آل در کو کچھ ہمتا آگئی ہے۔ جواب میں فارسی میں ہی انکھہ کو بھیجا۔ "خود پرستی بابا ایں بازار نیست۔ خود فروشاں را در بارہ بار نیست۔" یعنی اس دنیا کے بازار میں خود پرستی اس بازار کو کوئی درجہ نہیں اور مہندوں نے انتہا کی سودا بازی کرنی شروع کی ہے۔ ان کے لئے اس دیو کی بارگاہ میں کوئی جگہ نہیں۔

دیکھوہ میں اور بھی ہمت سے بیٹھ ہی آئو یہ جنگ کام کرتی گئی اور پھر وہاں ہی ساڑھے بارہ سال گزارنے کے بعد انکھہ ایشوری صاحبہ کو گھر والوں اور دوسرے سرنگیہ کے جنگوں اور سب کوں نے گھر آنے پر گراں کیا۔ اور وہ انکھہ صاحبہ کو سرنگیہ گھر آئے پر رضامند کرنے میں پھیل ہو گئے۔

پھر جنم سستھان میں | پنا کے گھر سے پتی کے گھر میں پہنچا اور پھر اس مادی سنا کو نیاگ کر کے چمنکار ہی میں گام۔ دوتار۔ دوسکورہ میں ساڑھے بارہ ساڑھے بارہ درش بنا کر انیکو چمنکار اور آئو یہ جنگ کا رہ کر نے کے بعد پھر اپنے جنم سستھان پنا کے گھر واقع دودر (نواکل) سرنگیہ پدھاری۔ پنا کے گھر میں اچھی طرح پرمانہ تک دیوار چلائی رہی۔ اور اپنے مارگ پر ادھک درڑھتا ہے اگر کسی یہاں بھی اپنی مہانتا اور سچے ارتھوں میں انکھہ ایشوری صاحبہ انکھہ (نرگن) اور شہر سنا کی لوگوں کے لئے ایشوری اور صاحب کا ساکھشات روپ میں پرکٹ ہوئیں۔ ہندو مسلمان اس کے جھگت بشہ شبہ اور سیکو بن گئے۔ یہاں پر انکھہ ایشوری صاحبہ نے اپنی ایک امر سرتی کے روپ میں ایک امرت کنڈ اپنی نرکھشتا میں بنوایا جس امرت کنڈ کے است سے آج کل بھی انکھہ ایشوری صاحبہ کے جھگت جن لاپھ اٹھاتے ہیں۔

انتر دھیان | انکھہ کے لئے آئو کار یہ دہیہ بھی تیا گئے کا سمنے ان پہنچا۔ پرکاش نے انکھہ ایشوری صاحبہ کو برے پرکاش کے ساتھ ملنا تھا۔ آتما کو پرمانہ کے ساتھ ایک ہونا تھا اور انکھہ کرشنہ کچھ سستی سستاب کودن کے سمنے جب انکھہ نے شر بھی تیاگ دیا تو اس کے ناشواں شر پرکا انتم سنا کر کرنے کے لئے ہندو اور مسلمان دونوں فرقوں کے دیکھتی مادھو جو در کے مکان کے صحن میں جمع ہو گئے۔ ہندو اس شو کو جلانے پر اور مسلمان دفنہ پر اہند ہے۔ دونوں فرقوں میں جھگڑا ہو گیا جھگڑے کے دوران میں ہی کسی نے انکھہ ایشوری صاحبہ کو دالایا جس سے ان کو گول کی طرف جھانکنے ہوئے دیکھا اور اس آدمی نے چلا کر کہا اے اندھو اے مورکھو! کیوں ناحق جھگڑتے ہو۔ وہ دیکھو! انکھہ ایشوری صاحبہ کے درشن کرو۔ وہ دیکھو! وہ کھڑک سے ہماری موبکھتا اور اندھ پن پر کیسے مسرتی ہے؟ سربالان کا طرف مٹے۔ اپنی مورکھتا پر پشیمان ہوئے۔ سر جھکایا اور شرم کے ماسے اپنی غلطی کا پراستھت کر کے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ یہ بھی ایک چمنکار ہی تھا۔

لوگوں کے اپنے اپنے گھروں کو جانے کے بعد انکھہ صاحبہ کے شو کی ارتھ اٹھائی گئی۔ پرکاش نے پنا کے ساتھ مل کھل چکا تھا۔ ارتھ جب نوڑہ باغ میں شمشان مھوی کے قریب پہنچی

تو راستے میں ایک جگہ اڑھائی کو کندھوں سے اتار لگیا۔ پرتھوی پر اڑھائی (دھان) دھری تھی۔ ٹورہ باغ سے نیچے کی طرف سے دوسکورہ کا منبر دار سرنگر کی طرف آ رہا تھا۔ راستے میں اس اڑھائی کو دیکھ کر سرسری طور ان ہندوؤں سے پوچھ گچھ کی۔ کہ یکس کا دیہانت ہوا ہے؟ ہندوؤں نے جواب دیا کہ شری الکھیشوری صاحبہ نے شری رینگ دیلہ ہے۔ منبر دار نے دانوں میں انگلی دبائی اور تیز بندوں میں کہنے لگا۔ ایسے آپ کیا کہتے ہیں؟ کیوں ایسی باتیں کرتے ہو؟ الکھیشوری صاحبہ کو تو میں نے ابھی دوسکورہ جاتے ہوئے راستے میں دیکھا ہے۔ میں الکھیشوری صاحبہ سے باتیں کر کے ہی آ رہا ہوں۔ کیا دیکھتے ہو۔ اڑھائی کے اندر نو دیکھو۔ آخر یہ کیا معتم ہے؟ آخر اڑھائی کے اندر جھانکا۔ تو کیا دیکھا کہ دیہہ غائب۔ کیوں الکھیشوری صاحبہ کے کیش موجود تھے جن کو آخر کار دوسکورہ کے پوتر سمٹان میں سور کھشت رکھا گیا۔ شری الکھیشوری صاحبہ کے اندر دھیان ہونے پر جب یہما چار شاہ صادق قلندر نے سنا تو اس نے بہشت اس وقت کہے تھے :- یہ عارف نے ذات آل الکھیشوری۔ قابل غصہ غیث شکست

کرد پر داز سوئے عرش عظیم۔ بادل نیک بر حمت پیوست

تاریخ وفات ۱۳۳۵ھ

اور ہندت سمار چند در عالی کدل نو اسی نے بھی اپنے فارسی منظوم کلام میں لکھا ہے :-

ز تاریخ باز خست نشان مگر بکری بود سموت عیاں

ہزار و سید صد و بیست و ہفت کر آل صاحب نور در نور رفت

گورو دیکھشا شری الکھیشوری صاحبہ جگہ مباشری شاد کا دیوی کا سا کھشتات سو رہے تھیں۔ گورو دھارن کرنے کا پرش تو تھا نہیں۔ الکھیشوری صاحبہ تو سوئم جگت گورو تھیں۔ پر تو مایادی سنار میں دیہہ دھارن کرنے پر لوک مر یاد کو قائم رکھنے کے لئے یہ اتنت آتشک تھا کہ وہ گورو دھارن کر کے گورو سے دیکھشا پر اپت کرے۔ اسی کارن شری مادھو جو در سے جو کہ روپ کا سناری پتا بھی تھا۔ گورو دیکھشا لال تھی :

امرت دانی اور واکھیب

الکھیشوری صاحبہ سنت کو بہتری تھیں۔ انہوں نے انیکول چمکار اور انیکول آشچر یہ جنگ کا بہ مختلف ستھانوں پر مختلف اوسروں پر انجام دیے۔ اور اس کے اثرات اپنی امرت دانی کے انمول موتی بھی سنار کلیان کے لئے اور پتھ بھر شٹھ ہوئے منش ماتر کے پتھ پر درشن کے لئے بکھیرے ہیں۔ ان انمول دانیوں کو ستھان ابھاؤ کے کارن یہاں درج نہ کرنے کے لئے کہا چاہتے ہیں۔ اس امرت دانی کو ایک الگ کتھا میں سنکر کیا گیا ہے اور آج سے کوئی آٹھ ورش پورہ ٹرسٹ کی اور سے پر کاشت کیا گیا ہے۔

پرارتھنا

پریمیو! آج کے شبھ اوسر پر الکھیشوری صاحبہ سے یہی کر جو پرارتھنا ہے کہ وہ اپنے پوتر پر نوں کی دھول کے انجن سے ہمارے نیتروں سے آگیاں دور کر کے ہمیں ملت مارگ کا پتھ پر درشن کہے اور ہمارا جیون سکھ کے بنا کر شانتی دے۔ اوم الکھ

کر پاپا تر ایشور وائس کول۔ پریمی کا شمیری

شبھ سوچنا!

ایک اور سنت کوی کی سنکھپت جیونی

شری مرزہ کاک (کاک صاحب)

لیکھک۔ سروانند کول۔ پریمی کا شمیری!
شیرگر ہی پانچکوں کے کر کلوں میں پہنچے گی!

24 بلیز میس هرده همه اسان اسان اک باجرات نه شوبه دن دوستان
 25 انت ناگه اک داکه کورینه یوکیه تام ترنس کاشن شاعران هنر سوگلر ای میم
 26 ترنس یونس **د** حسن هنر تمود شمنس کرسو لوگیون یوم ترنس یس ای دی گوریه
 27 کلچل حماد حسن هنر یونس یوم یوم سولو یوان شاعر ترنس یس بره ران
 28 داسن ترنس یس بره ران کول پریمی بجه ناو سوسو بره ران کول پریمی اوس از
 29 بره ران بره ران کول یونس دوسا ساقی مگر یوزانن چیمچی شاعر یس داس
 30 هنر لول نارس السان مند دود چو ناره بره ران سگه دان

سرینگی ۲۹ دسمبر ۱۹۵۸ء

دیتا نا کھنا دم

گلشنِ نرگدارید کا نہہ باغوانا آسہ ہے
کیا زہ گوشتِ سرگہ زارِ سِ گور وانا آسہ ہے
افتنہ بُر بُر دل چھ سارن سینہ سپدِ میمتِ سیاہ
بجانوارن پانہ وائ کینہہ پار زانا آسہ ہے
آسہ ہے یڈ بلبکن سمچار۔ ملچار، پانہ وائ
بول بوشاہ تہندہ لولک داستانہ آسہ ہے
براز، وارل کاؤ باغس منتر چھ زاکان بلبکن
سرفروش کا نہہ دیندراہ دھرم وانا آسہ ہے
اکھ روان پنہ نس چھ بیاکھا پائن پانس کن فچھان
کیا زہ راؤ مشرگاؤ کاہن پتھ زمانا آسہ ہے

بھائی بھتیجہ راوہ راوتھ کتھ پوان منتر باز رس
 کیا زہ سپرس منتر گنت کانہہ غیر زانا آسہ ہے
 نم تہ ماز آستھ چھ دور رُم چھ گیمتر آسہ
 ریتہ تر لے رُم فمٹن توتھ کار خان آسہ ہے
 آسہ ہے برتھ جاپہ کو نرک تراٹہ ہالا شو بہ دار
 سیت تراٹن گاٹہ ذنہ وول خوش بیان آسہ ہے
 موزنہن انسان ساری اکھ اکس سیت نم تہ ماز
 زندگی ہند برو کتھ کتھ کانہہ نشانا آسہ ہے
 نہ نہ خانک لاکر ہے غم خارید کانہہ در دلاہ
 نیرو ہے مدبر بریمہ منترہ تر تھ زبانا آسہ ہے
 نہ نہ ہے ہمارا کانٹراہ پریمیس گرہ کس دیکھس
 مینو گنت تس ستے گز آسمانا آسہ ہے

یتیم ہند

صوف۔ رام لوی _____ اربیساکھ ستہ

کانہہ چھنے درسمسار غمخا ریتیم ہند
 کند زال بیہ خوشا رسمسار یتیم ہند
 نے چھک سیاتمسند نے مال سند نے ماجہ ہند
 بیگانہ بنتھ دنیا، یکبار یتیم ہند
 زاگان کیا چھک ظالم وارل زن شید کارس
 اڑہ تروٹ چھ گتھان پھلہ دن لوچا ریتیم ہند
 بالانہ کران ساری پامن تہ اولامن ہند
 اڑہ کول بیہ فمٹ گفٹا ریتیم ہند

باغوان تہ ہیرم لاگان بے گانہ پین باغس
 لہ مونجہ کران بے عار سبزار یتیم ہند
 یلہ آسئی تھون زگنس منتریم تس بھگوانس
 تلمہ کونہ انان بارسس دربار یتیم ہند
 پٹھمٹ نہین پور تہ زٹ نہین زانہہ
 نن چھون چھدوہے آسان رفتار یتیم ہند
 از لے چھمین نابلی ارزول غلامی ہند
 ستمن تہ دکھن دادن اقرار یتیم ہند
 کوکن پلہ چھے شادی مظلوم چھہ بربادی
 اٹش ٹار برتھ ہر دم دیوہار یتیم ہند
 دچھہ دچھہ چھ یتیم کن ہے باکہ ژھٹان پریمی
 پراران کر گڑھہ بیدار اوتار یتیم ہند

بھائی بڑ

نہ تہ ما

ما

نہ

ما

ما داتے
موت چھہ

گرس پین دیوہاری سے تونہ گرس بار
 تونہ پیر مایہ اتر تی دیوہاری بلایا کیت مان
 کیت مان دیوہاری تونہ پیر مایہ اتر تی دیوہاری
 دیوہاری تونہ پیر مایہ اتر تی دیوہاری

چھہ اتر تی دیوہاری تونہ پیر مایہ اتر تی دیوہاری

تو بیست و نه تن در جنگ لاری کس قاتل زارانی
پند ما کار و بر سر تو را من بلی ستر گهار مارا که
کر که که در دین پادشاه ده چنانی شیر دل تو
کهن گفتار تو به یمن سنگ آرد چشمه مارا که

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

عزیزہ بنتہ گرامہ و عمارت

وہ کیا اور تھی شام پر یہ یاد آئے کہ
رسمی کیا تو تم سے ان کی خبر نہ
اے ایسا حریف اور ایسا لڑائی خیز
لہذا انا وضو کر کے اسات کھنکھے

۱- سر کربلای خرم و خرمین
 ۲- سر کربلای خرم و خرمین
 ۳- سر کربلای خرم و خرمین
 ۴- سر کربلای خرم و خرمین
 ۵- سر کربلای خرم و خرمین
 ۶- سر کربلای خرم و خرمین
 ۷- سر کربلای خرم و خرمین
 ۸- سر کربلای خرم و خرمین
 ۹- سر کربلای خرم و خرمین
 ۱۰- سر کربلای خرم و خرمین

سرنگیہ
بھگوان ویاں انسانس

کُنْ تَحَاوُمِ کُنْ دُنْ بُوَزْ گَوْنَدِه گَرَاوَدِه کَرَن دَا لے
چھوئی کیا تھہ دِس اندر تلی ٹارہ وچھن دَا لے
سُوژْک مہر تھہ باغس تری کیت گل چھلراو مس
دُنْ کو نہ تو گوی دُون دیوَن پھوکہ بالہ گنبدن دَا لے
دپو مہی یکھ سیٹ سارن اَدہ سیٹ ساری پکھ نئے
بیون دراکھ تھہ کنوئی پانس تھپہ تھمارہ ژلن دَا لے
مہی سُوژ قرآن انجیل اگیت تہ وئیم پانسے
بیون بیون تھہ کوڈ ژار تھہ دو گنبار کڈن دَا لے
اکھ لول مہ سُوژم نا اکھ سیر مہ بادُم نا
دُچھ کیا تھہ چھ قرآنس منتر گیت تہ پرن دَا لے

سیت کس پانس تارتھون تارہ ترن دالے

تم کار نره کرتھ نہ بیا چھنہ یم بیتہ انسانس

جیوان تہ یمن بوز تھ شریہ تل تہ کرن والے

سمیاء پیا ترا دتھ دی پلہ یتر گنسر اوتھ

ادہ کیا ہ تڑہ پیٹی حاصل زلف مال پھر دالے

جہاں گوی سب زدی پائش بند گوس بیگانس

مذکورہ چانس و انس سوڈا یہ کہیں واسے

پیراں چھ بڑاں ساہن ایں پترہ قصداہ سون

سیتی از تمام انجمنتکم ببول دولت و اسلے

کھوپڑا، تاج و تخت، سونے کی شمشیر، مارہ ترڈو کرستے

دارہ نمبر ۲۰۲۱ء کی فیبرہ کی یاد میں پائیدار دل والے

جس کتھف کر پانس پاں گڑھ پنے لوی پر زان
 نن من چھل لو کہ پائے بے ہو دہ خمن والے
 دی تراؤ ریش تراؤ دو گنیا رمو بوز پانس تہ دو پرس
 تسبح ترہ پھرن والے ٹیوک زیو ٹھ کرن والے
 مندرن بیہ گوردہ ان استان دھرم سالن
 چھہ من سارن مننر مہون ٹھیکانہ لدان والے
 ژئی خون چوان بھائی سند ژئی کیا زہ مران رنہ پتھ
 کر چھک مہ کران دلہ یاد سورہ پاٹھ پرن والے
 یوتام نہ کرکھ دل صاف تو تام ترہ تلن غاری
 ادہ روزہ بھر چون پز مثرہ جابہ بسن والے
 بی اس بنتھ محمد بی رام کرشن عیسی
 بی اس بنتھ نانک پز رس ترہ تلن والے

پیمتن بیہ بیمارن معصوم یقین ون
 کر چھک ترہ کران اتھ رٹ دنہ دیار چھکن والے
 سوروی مہ تھوی حاضر محتاج ونم کتھ چھک
 بس چھوی نہ تگان درن اسمان دفن والے
 کر سینہ صفا پریمی وچھ کینہہ مہ مشتھ ماچھم
 کینہہ دوہ بیہ پرار پتھ پاٹھ پرار لوک ترہ لکھن والے

انت ناگ **یا ون مہون** ۱۱ جنوری ۱۹۵۶ء

زندگی ہند سن تہ دو گن وچھ مہ کیناہ بار لے
 کر دھ سمارک مہ کیناہ ٹھ بد رے ژا لے
 آدے درایس بہ صد مو سختیو ژو مراد ہاس
 روڈ نیترو ہار ہار اکھ تر یوہ تہ گوم نے غا لے

یاد نس میانس کر گھسار و سمیٹھ انہار بیاکھ
 پیالہ برداری کر م لیں پر تمی میان زار لے
 رہ بہ اندری لولہ نایچ ایتر گیتیزان دوسے
 پان پنہ لوی وایہ رُس بہ پیش تھو مکھ ڈالے
 کر پین پتھ زو فدا روز گھنہ آخر پار زان
 توتہ روز رُس یو دس مننر لول ہتھ پڑ بالے
 لولہ پن خوشبوئی رنگین پان کنڈین مننر پھستھ
 لولہ کس چمنس پھلن گل بال آخر کار لے
 پند بنھ بے گانہ چھم ازیم پینس آس رات تام
 بد کرن دال بد لین تم پند لین پتھ کار لے
 دین دین دین دین دین دین دین دین دین دین
 دین دین دین دین دین دین دین دین دین دین